REGULAR EDITION

An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES
ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS
(An International Journal of Islamic and Social Sciences)
Volume:05, Issue:03, July-September, 2025, Pages:18-26
Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

مسلم دانشور تحقیقی مرکز پاکستان
MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

قادیانیت: اپنے تاریخی پس منظر کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

QADIANISM: A RESEARCH STUDY IN THE LIGHT OF ITS HISTORICAL BACKGROUND

***Hafiz Muhammad Waseem**[1]

[1] *MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.*

HEC "Y" Category
HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	July 07, 2025
Revised:	July 28, 2025
Accepted:	August 02, 2025
Available Online:	August 05, 2025

Keywords:
Aqedah
Khatam-e-Nubuwwat
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani
Movements
Historical Background

Funding:
This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

This research article presents a detailed and critical analysis of the Ahmadiyya Movement (Qadiani Jamaat), its historical background, the life circumstances of its founder Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, the stages his claims went through, and his beliefs are presented in the context of the Islamic belief in the finality of the Prophethood. The article includes when and how the Qadiani movement began.

The article also investigates the reasons for the emergence of the Qadiani movement, its historical relationship with British colonialism, and the resulting reactions in the Muslim community. The important works of Mirza Ghulam Ahmad have been reviewed in order to reveal the true nature and pace of development of his beliefs.

These claims are examined in the light of the Quran and Sunnah, the consensus of the Muslim Ummah, and the authentic Hadiths. The analysis shows that their belief contradicts the unanimously accepted belief in the finality of the Prophethood, on which the Muslim Ummah has always been united. Furthermore, the article includes an overview of the Khatam-e-Nubuwwat movements, as well as a review of the arguments and responses of academic and religious institutions, which contribute to the ongoing scholarly discussion on this topic.

The study concluded that the movement founded by Mirza Ghulam Ahmad Qadiani and its prophetic claims deviate from the fundamental Islamic belief of the finality of prophecy, which must be refuted on intellectual, historical, and religious grounds.

***Corresponding Author's Email:** waseemaslam543@gmail.com

تاریخی پس منظر

برصغیر پاک وہند میں لڑی جانے والی 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان پر برطانوی حکومت قائم ہوئی۔ اس جنگ آزادی کے بارہ سال بعد یعنی 1869ء میں ''مسٹر ولیم ہنٹر'' کی سربراہی میں ایک کمیشن ہندوستان کے سروے کے لیے بھیجا گیا، اس کمیشن نے بالخصوص تین اہم زاویوں سے ہندوستان کا سروے کیا: (۱) مسلمانوں کا سیاسی رویہ، (۲) مسلمانوں کے اندر جہاد کے رجحانات، (۳) مسلمانوں میں تعلیمی پسماندگی کے اسباب۔

ایک سال کا سروے مکمل کرنے کے بعد کمیشن نے 1870ء میں وائٹ ہاؤس میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں وائسرائے[1] ''مسٹر لارڈ میو'' کو رپورٹ پیش کی جو ''دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' کے نام سے تھی۔ جس میں کہا گیا کہ جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد موجود ہے، تب تک مسلمانوں کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔

اسی کانفرنس میں موجود پادریوں نے اس کے حل کے طور پر موقف پیش کیا کہ ہندوستان کی سرزمین پر مذہبی لحاظ سے پیری مریدی کے رجحانات زیادہ ہیں، لوگ مذہبی پیشواؤں کی بات جلدی قبول کرتے ہیں۔ لہذا اگر ایسی صورت حال مسلمانوں میں پیدا کر دی جاتی ہے تو جہاد کے رجحانات ختم کرائے جا سکتے ہیں، وگرنہ نہیں۔۔ ذیل میں کمیشن کے پادری صاحبان کی رپورٹ سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ”یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں، جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے، لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعویٰ کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں وہ مرحلہ اور تھا۔ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی، لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن وامان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبہ پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔
>
> (اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وہائٹ ہاؤس لنڈن منعقدہ 1870ء)”[2]

اس بنیاد پر انگریز نے مذہبی غدار کی تلاش شروع کی اور ایسے شخص کو ہی تلاش کیا گیا جو جدی پشتی انگریزی استعمار کا وفادار اور ہندوستانیوں کے لئے غدار تھا، چناں چہ سیالکوٹ کی کچہری میں جاکر مرزا غلام احمد پر ان کی تلاش ختم ہوئی۔ کیونکہ مرزا غلام احمد کا خاندان شروع ہی سی انگریز سامراج کا وفادار اور ہندوستان کے لئے غدار مشہور رہا ہے۔ اس بات کا اس نے خود بھی اعتراف کیا ہے، چناں چہ لکھتا ہے کہ:

> ”۱۸۵۷ء میں میرے والد نے سرکار انگریز کی خدمت گذاری میں پچاس گھوڑے معہ پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا۔ سرکار انگریز کے حکام وقت سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دل عزیز تھے۔ بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنران کے مکان پر آکر ان کی ملاقات کرتے تھے، یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے۔”[3]

اس مذہبی اور سیاسی غدار نے خود کو مسلمانوں میں پہلے مناظر، پھر مصلح، مجدد اور مہدی ہونے کے دعوے کئے، جب چند مسلمان اسے تسلیم کرنے لگے تو اس نے شریعت میں جہاد کی فرضیت کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا کہ اب مسلمانوں کے لیے جہاد حرام ہے۔ اس مقصد کے متعلق مرزا غلام قادیانی کے ایک اشتہار کی عبارت نقل کی جاتی ہے:

> ”میرا باپ اور بھائی غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کرتا رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کا جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹکل خدمت وحمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔”[4]

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتب میں جابجا گورنمنٹ کے احسانات کا تذکرہ کرتا اور اس گورنمنٹ پر اپنا یہ احسان جتاتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے عقیدۂ جہاد کی تردید پر اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور ایک درخواست میں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے وقت کے لیفٹیننٹ گورنر کو لکھی۔ اس امر کا صاف طور پر اعتراف بھی کر لیا کہ وہ اور اس کا خاندان اور اس کی جماعت یعنی اس کے سلسلہ کا سارا تار و پود گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا ہے، چنانچہ لکھا ہے:

> ”التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔”[5]

اس جماعت کے قیام کا مقصد برطانیہ کی اطاعت، فرمانبرداری، خیر خواہی اور ان کی خدمت ہر حال میں اس نئے مذہب کے پجاریوں کا مذہبی فرض ہے۔ اسی پر مرزائیت کے قصر کا سارا ڈھانچہ قائم ہے اور اس پس منظر کو معمولی سے معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جان سکتا ہے کہ اس نئے مذہب کی تخلیق کے سارے ڈھونگ کا مقصد کیا ہے۔ حکومت برطانیہ کے مدبروں کو اس دور میں اپنے مقاصد کے لئے آلہ کار بننے والے اشخاص کی ہی ضرورت تھی۔ یہ ضرورت مرزائے موصوف نے بطریق احسن پوری کر دی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت کی توجہات کے باوجود مسلمانان ہند کا ایک طبقہ مرزائے قادیان کے اس دام فریب کا شکار ہو سکا اور جن مقاصد کے لئے یہ تحریک شروع کرائی گئی تھی وہ دوسرے طریقوں سے حاصل ہو گئے۔ کوشش تو یہ تھی کہ مسلمانوں سے دنیا کے ساتھ دین کی دولت بھی چھین لی جائے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے دین کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا اور یکسر معاند و مخالف فضا کے باوجود دین کو محفوظ رکھا۔

اب ذرا قادیانی سیاست نہیں بلکہ برطانوی سیاست کے اس قادیانی کارنامہ کی کسی قدر

تفصیل خود مرزا غلام احمد قادیانی کی زبانی سن لیجئے! تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ قادیانیت دراصل کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی فتنہ ہے، جو اغیار نے مسلمانوں کو صحیح اسلام سے دور تر لے جانے اور اسلام کو برباد کرنے کے لئے کھڑا کیا تھا۔ مرزا غلام احمد نے ایک جگہ اپنی شان نزول اور اپنے مشن کے مقاصد یوں بیان کئے ہیں:

> ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی کے بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔”[6]

اسی طرح اپنے ایک اشتہار بنام ”درخواست مرزا قادیانی بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب” میں لکھتے ہیں:

> ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔”[7]

اس نثر کے ساتھ نظم میں ارشاد ہوتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد　　منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار　　اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے　　اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے[8]

ان خدمات کے علاوہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے مسئلہ جہاد کی مخالفت اور اسلامی عقائد کی تخریب کے سلسلہ میں سرکار کے لئے انجام دیں، ایک اور نمایاں خدمت کا اظہار مرزائے موصوف نے بالفاظ ذیل کیا ہے:

> ”قرین مصلحت ہے کہ انگریز سرکار کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری حکومت حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں۔”[9]

ان کھلے ہوئے اعلانات و اعترافات کے بعد کون شخص ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک سچا مبلغ دین یا مصلح قوم خیال کر سکتا ہے اور اس کے ایک نہایت ہی خطرناک سرکاری ایجنٹ ہونے میں شبہ کر سکتا ہے۔ جو اقتباسات میں نے مرزائے قادیان کی تحریرات سے اوپر درج کیے ہیں وہ ”مشتے نمونہ از خروارے” ہیں۔

اس کی کتابیں اس قسم کے اظہارات سے بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا ان مسائل کو جو مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے عقائد کی تخریب کے لئے محض اس نیت سے وضع کئے کہ حکومت کی اس وقت کی پالیسی کو کامیاب کرے، ان کو دینی مسائل قرار دینا اور ان کی صحت و عدم صحت کی بحث میں پڑنا لا حاصل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت گورنمنٹ کے ایک فریب کار ایجنٹ سے زیادہ کی متعین نہیں کی جا سکتی۔

بانی جماعت قادیان کا تعارف

بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد کی پیدائش 1839 یا 1840 ہے جو کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر کردہ ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

> ”میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔”[10]

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور قادیانی ذریت، مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد اس بات پر زور دیتے چلے آرہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش 1835 میں ہے۔ اور یہ قضیہ قادیانی ذریت نے اس لیے کھڑا کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی عمر کے بارے میں ایک عدد پیش گوئی کی تھی کہ:

> ”خدا تعالٰی نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی کہ تیری عمر اسی (80) برس کی ہوگی، یا پانچ چھ سال کم یا پانچ چھ سال زیادہ۔”[11]

مرزا غلام احمد کی وفات 26 مئی 1908 ہے۔ اس تاریخ وفات کا تو انکار قادیانی ذریت نہیں کر سکتی تھی، البتہ مرزا غلام احمد کی اس پیش گوئی کو پورا کرنے کے لیے قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کا سن ولادت چار پانچ سال پیچھے کر دیا، تاکہ کسی طرح کھینچ تان کر مرزا غلام احمد کی عمر اس پیش گوئی کے مطابق یعنی 74 سال تک پہنچا دی جائے، حالانکہ مرزا غلام احمد اپنی تمام تر پیش گوئیوں کی طرح اس پیش گوئی میں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ جبکہ مرزا غلام احمد کا موقف یہ ہے کہ کسی کے سچے اور جھوٹے ہونے کے لیے اس کی پیش گوئیوں کا جھوٹا ہونا کافی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

> ”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔”[12]

پیدائش کے بعد آگے چلتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا حسب نسب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے والد کا نام غلام مرتضی اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

> ”اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔“[13]

مرزا غلام احمد کے اساتذہ

مرزا صاحب کے اساتذہ کا تذکرہ خود اس کی اپنی کتاب میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

> ”بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے ان استاد کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔“[14]

مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلی تصنیف

1880ء میں مرزا غلام احمد نے اپنی پہلی کتاب لکھنے کا آغاز کیا، 1884 تک پہلی کتاب کے چار حصے مرتب ہوئے، جس میں اس نے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کا دعوی کیا۔ وہ کتاب جب منظر عام پر آئی تو علمائے لدھیانہ نے فوراً مرزا غلام احمد پر کفر کا فتوی صادر کیا۔ علماء لدھیانہ نے کہا کہ اس کتاب کو جن بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے اور جس شخص نے کیا، وہ شخص عنقریب دعوی نبوت کرے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا تو مرزا غلام احمد کے خلاف مولانا غلام دستگیر قصوری نے علمائے کرام سے فتاوی جات پر سب سے پہلے دستخط کرائے اور مولانا محمد حسین بٹالوی نے سب سے پہلے اپنے رسالہ ”اشاعۃ السنۃ“ میں مرزا غلام احمد کے خلاف فتوی شائع کیا۔ یوں علمائے لدھیانہ (مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی)، مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولانا محمد حسین بٹالوی کو مرزا غلام احمد کے خلاف کفر کے فتوے پر اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔

مرزا قادیانی کی تقریباً 85 چھوٹی بڑی کتابوں کا مجموعہ ”روحانی خزائن“ کے نام سے موجود ہے جس کو مرزا کے مرنے کے بعد 23 جلدوں میں ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کیا گیا۔

قادیانی جماعت کی بنیاد

قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مارچ 1899ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی۔ 1901ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے صراحتاً نبوت کا دعوی کیا۔

1889 میں قادیانی جماعت کی بنیاد بھی رکھی گئی اور مرزا غلام احمد نے مجددیت کا دعوی بھی کیا۔ اسی طرح بتدریج متعدد دعوے کئے۔ جن کی تفصیلات ذیل میں آرہی ہیں۔

1901ء میں مرزا غلام احمد نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کیا۔ پھر مرزا غلام احمد نے تمام تر انبیاء کرام سے خود کو فوقیت دی۔ چنانچہ لکھتا ہے:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　　من بعرفان ناکمترم زکسے[15]

ترجمہ: اگرچہ دنیا میں، بہت سارے نبی ہوئے ہیں، لیکن علم وعرفان میں، میں کسی سے کم نہیں ہوں۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم　　　ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم[16]

ترجمہ: میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا۔ ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے۔

دعویٰ ہائے مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی کو سیالکوٹ کی کچہری سے دریافت کیا گیا اور پھر اسے مذموم مقاصد کے لیے مسلمانوں کے درمیان متعارف کرایا گیا، اس نے پہلے مصلح ہونے کا دعوی کیا، پھر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کیا، پھر مجدد ہونے کا دعوی کیا، پھر مثل مسیح ہونے کا دعوی کیا، پھر مسیح ابن مریم ہونے کا دعوی کیا پھر نبوت کے دعوے بتدریج شروع کیے: پہلے ظلی نبوت کا، پھر بروزی نبوت کا، پھر امتی نبی کا، پھر غیر تشریعی اور پھر مستقل صاحب شریعت نبوت کا دعوی کیا۔ ذیل میں چند دلائل مع حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

نبوت ورسالت کا دعویٰ

> ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“[17]
>
> ”نام محمد اور احمد سے مسمیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔“[18]
>
> ”ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“[19]

مرزا صاحب نے اپنے لئے مستقل اور تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا، ذیل میں عبارات ہے۔

> ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ“[20]

اس عبارت میں مرزائے قادیان نے ایک دعویٰ تو اپنی رسالت اور تشریعی نبوت کا کیا ہے اور دوسرا دعویٰ کیا کہ اس آیت کا مصداق مرزائے قادیان ہے نہ کہ حضرت محمد ﷺ، یعنی حضور نبی اکرم ﷺ جن پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ اس آیت کے مصداق نہیں۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے یہ آیت محمد ﷺ کے بارہ میں اتاری کہ خدا تعالیٰ آپ ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ اس کے لئے دیکھئے مذکورہ بالا آیت قرآن کریم میں: قادیان کے دہقان آں جہانی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق میں ہوں۔

> ”اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی تھی۔ مثلاً یہ الہام ”قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکی لھم“ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ان ہذا لفی الصحف الاولی صحف ابراہیم وموسٰی“ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ تھی۔“[21]

> ”الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“[22]

ان تمام عبارات سے صاف عیاں ہے کہ مرزائے قادیان مستقل اور تشریعی نبوت کا مدعی تھا اور وہ اپنی نبوت و رسالت کو آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کے ہم پلہ بلکہ اس سے بڑھ کر سمجھتا تھا۔ جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے اور یہ عبارتیں اس قدر صریح اور واضح ہیں کہ ان میں ظلیت اور بروزیت کی تاویل نہیں چل سکتی۔

ان تصریحات کے باوجود مرزا قادیانی نے اپنی پردہ پوشی اور مخالفین کو خاموش کرنے کے لئے ظل اور بروز کی اصطلاح نکالی۔ تاکہ ختم نبوت کی نصوص قطعیہ کی مخالفت سے بچنے کے لئے ایک جدید راہ نکل آئے اور دفع الزام کے لئے یہ کہہ دیا جائے کہ میں مستقل نبی نہیں بلکہ بروزی اور ظلی نبی ہوں۔

نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دروازہ حسب ذیل ارشاد خداوندی: ”مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ“[23] بند نہ ہوا ہوتا اور آنحضرت ﷺ کی متابعت اور مشابہت کی وجہ سے آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی تو حضرت عمر اور حضرت علی t کو ملتی۔

جیسا کہ حضرت عمرؓ کے بارے حدیث شریف میں آیا ہے۔

> **((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ t))**[24]

اور حضرت علی t کے حق میں آپ ﷺ نے فرمایا:

> **((عَنْ عَامِرِ بن سعد ابن أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى. إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))**[25]

لیکن دنیا جانتی ہے کہ مذکورہ بالا حضرات صحابہ کرام بھی نبی نہیں بنائے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت ملنے کا امکان نہیں۔ خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔

محمد رسول اللہ ﷺ سے افضیلت کا عقیدہ

ازاں بعد بانی جماعت قادیان نے حضور ﷺ کی برابری کی اور پھر آہستہ آہستہ خود کو حضور ﷺ سے بھی العیاذ باللہ! افضل گرداننے کی کوشش کی۔ اور بجائے حضور ﷺ کو بدر سے تشبیہ دینے کے خود کو چودھویں کے چاند کے ساتھ تشبیہ دی۔ چنانچہ لکھتا ہے:

> ”جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی ﷺ کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بنسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اس لئے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں اور اس لئے خدائے تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم ﷺ کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے دلالت کرے۔“[26]

اسی طرح قادیانی ذریت کا مؤقف ہے کہ :

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں   آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل   غلام احمد کو دیکھے قادیان میں [27]

بہر کیف جماعت قادیان کے عقائد اور نظریات کا باب تو بہت تفصیل طلب ہے۔ اس جماعت کے عقائد صرف نبوت اور رسالت میں متضاد نہیں، بلکہ دین اسلام کے تمام بنیادی عقائد کے متوازی اس جماعت کے عقائد پائے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل کا یہ آرٹیکل متحمل نہیں ہے۔ اس کے لئے مولانا عبد الغنی پٹیالوی کی معروف کتاب ”ہدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری یعنی اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ“ کافی ہے، یہ کتاب پہلی بار 1927ء میں شائع ہوئی۔ پھر پہلے ایڈیشن کا عکس لے کر ادارہ ”مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان“ نے دسمبر 1978 اور جنوری 1988 میں دو ایڈیشن مزید شائع کئے۔ اب یہ کتاب ”احتساب قادیانیت“ کے نام سے شائع ہونے والے نایاب و نادر کتب و رسائل پر مشتمل مجموعہ کی جلد 17 میں موجود ہے۔ اس کتاب میں قادیانیوں کے تمام تر عقائد کا اسلامی عقائد سے موازنہ کرتے ہوئے اسلام اور قادیانیت کو واضح کیا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد کی پیش گوئیاں

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیوں کے معیار کی ایک جھلک تو اوپر عمر مرزا میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، مزید کیا لکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں کہ :

> ”اگر ثابت ہو جائے کہ میری 100 پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔“[28]

یہ مرزا غلام احمد کا دعوی ہے۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد نے اپنی عمر کے متعلق پیش گوئی کی، محمدی بیگم سے متعلق پیش گوئی کی، عبد اللہ آتھم عیسائی کے متعلق پیش گوئی کی، ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی کے متعلق پیش گوئی کی، مولانا ثناء اللہ امر تسری کے متعلق پیش گوئی کی اور قادیان میں طاعون سے متعلق پیش گوئی کی۔ لیکن یہ ساری کی ساری پیش گوئیاں مرزا غلام احمد کی غلط ثابت ہوئی۔ مرزا غلام احمد سچا تھا یا جھوٹا؟ اس بات کا فیصلہ اب آپ خود کر لیں۔

ہندوستان کی تقسیم کے وقت جماعت قادیان کا کردار

ہندوستان کی تقسیم کے وقت ایک کمیشن قائم کیا گیا اور تقسیم کا یہ اصول بنایا گیا کہ مسلمان اکثریت علاقے پاکستان میں شامل کر لیے جائیں اور ہندو اکثریت علاقے وہ ہندوستان میں شامل کر لیے جائیں۔ قادیانی ذریت روز اول سے خود کو اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتی رہی ہے، لیکن اس اصول کے تحت ضلع گرداس پور پاکستان کی سر زمین میں شامل ہونا تھا اور ہندوستان کے لیے کشمیر کو جانے کے تمام تر راستے پاکستان میں شامل ہو جانے تھے۔ قادیانی ذریت نے غداری کرتے ہوئے خود کو اس وقت مسلمانوں سے علیحدہ کر کے قادیان اور گرداسپور کو ہندوستان سے ملانے کا مطالبہ کیا تاکہ کشمیر جانے کا ایک راستہ قادیانیوں اور ہندوؤں کے پاس رہے۔ اس کارروائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ قادیانی کشمیر کو اپنی اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے جو کہ ان کا خواب آج تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس سلسلہ میں صرف دو مختصر حوالہ جات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

جناب سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ ڈپٹی یاد داشتوں ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک“ میں رقم طراز ہیں کہ :

> ”ضلع گورداس پور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کے متعلق چوہدری ظفر اللہ خان جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے، خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے قادیانی جماعت کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔“[29]

اسی طرح ہفت روزہ لولاک لائلپور (فیصل آباد) کے ایڈیٹر اپنی کتاب ”قادیانی مذہب و سیاست“ میں لکھتے ہیں کہ :

> ”قادیانی جماعت تقسیم کی مخالف تھی۔ لیکن جب مخالفت کے باوجود تقسیم کا اعلان ہو گیا تو قادیانیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک اور زبردست کوشش کی۔ جس کی وجہ سے گورداس پور کا ضلع جس میں قادیان کا قصبہ واقع تھا، پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حدی بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا، کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے دونوں اپنے اپنے دعاوی اور دلائل پیش کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ ایک محضر نامہ پیش کیا اور اپنے لئے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ مؤقف اختیار کرتے ہوئے قادیان جو ویٹیکن سٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ اس محضر نامہ میں انہوں نے اپنی تعداد اپنے علیحدہ مذہب اپنے فوجی اور سول ملازمین کی کیفیت اور دوسری تفصیلات درج کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیوں کا ویٹیکن سٹی کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا، البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے میمورنڈم سے یہ فائدہ حاصل کر لیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداس پور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے اور اس طرح نہ صرف گورداس پور کا ضلع پاکستان سے گیا، بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ مل گئی اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔“[30]

تحریک ختم نبوت 1953ء

پھر پاکستان کا قیام معرض وجود میں آیا تو قادیانی حضرات نے ہندوستان کی طرح پاکستان میں بھی ملک و ملت کے خلاف ہرزہ سرائیاں شروع کردیں۔ خلیفہ قادیاں مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو احمدی اسٹیٹ بنانے کا اعلان کیا، کشمیر پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھے جانے لگے، 1952ء کو مرزائیوں کا سال قرار دے کر ”خونی ملا کے آخری دن“ کے عنوان سے اشتہار شائع کر کے مسلمانوں کے قتل عام اور خونی انتقام لینے کے منصوبے بنائے گئے۔ غرض کہ مرزا بشیر الدین محمود کے عزائم تھے کہ پاکستان میں ایسی صورت حال اختیار کی جائے کہ قادیانی مخالف مسلمان 1953ء سے پہلے مرزائیوں کے قدموں میں آگریں۔ دوسری جانب ظفر اللہ خان قادیانی جو کہ وائسرے کی ایگزیکٹو کمیٹی کا ممبر تھا کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنادیا گیا۔ ظفر اللہ خان نے پاکستانی اور بین الاقوامی سفارت خانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کو فروغ دینے کے لئے ان کو استعمال کیا۔ اسی ظفر اللہ خان کی مرہون منت قادیانیوں کو چناب نگر میں لیز پر بہت بڑی زمین الاٹ کردی گئی۔ مسلمانوں میں اس لئے یہ تشویش پہلے سے تھی کہ انہیں قوم و ملت سے الگ شناخت دی جائے۔ لیکن ہمارے ملک کے وزیراعظم جناب خواجہ ناظم الدین صاحب اس خوف میں تھے کہ اگر قادیانیوں کو یا ظفر اللہ خان کو وزارت سے ہٹا گیا تو عالمی قوتیں ہم سے ناراض ہو جائیں گی۔ اس کا اعتراف خود ہمارے وزیراعظم نے کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

> ”خواجہ ناظم الدین وزیراعظم نے خود منیر انکوائری کمیشن میں ججوں کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اگر میں قوم کے مطالبے کو مان کر چوہدری ظفر اللہ خان کو نکال دیتا تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم بھی نہ دیتا“[31]

چنانچہ ایک طرف ظفر اللہ خان قادیانی نے ”قادیانیت کو زندہ اسلام اور حقیقی اسلام کو مردہ اسلام“ کہہ دیا، تو دوسری طرف ہمارے دستور کے لئے بنیادی اصولوں کو طے کرنے والی کمیٹی نے رپورٹ شائع کردی کہ ملک میں مخلوط انتخابات کے بجائے جداگانہ انتخاب کا فیصلہ طے کیا گیا۔ لیکن اقلیتوں کے چارٹ میں قادیانیوں کو شامل نہیں کیا، جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں لا کھڑا کیا۔ ان وجوہات کی بنیاد پر حالات نے تحریک کی شکل اختیار کرلی۔ مولانا تاج محمودؒ لکھتے ہیں:

> ”۱۹۵۲ء میں بی پی سی رپورٹ یعنی دستور کے لئے بنیادی اصولوں کے طے کرنے والی کمیٹی کی رپورٹ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا باعث بنی۔ حکومت کے اس غلط فیصلے پر احتجاج شروع ہوا۔ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو برکت علی محمدن ہال لاہور میں آل پارٹیز مسلم کنونشن ہوا، جو اس ملک کی تاریخ کا ایک یادگار اجتماع تھا۔ ملک بھر سے تمام مکاتب فکر کے علماء و نمائندگان نے متفقہ طور پر ایک بار پھر قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر مہر ثبت کی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل ایک مجلس عمل منتخب ہوئی۔“[32]

قادیانی ہرزہ سرائیوں کے سامنے بند باندھنے کے لئے تمام جماعتوں نے متفقہ جدوجہد شروع کردی۔ جن میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا فیض الحسن، مولانا داؤد غزنوی، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظفر علی شمسی جیسے درویش صفت راہنما شامل تھے۔ انہوں نے مطالبات کئے کہ:

1. ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے برطرف کیا جائے۔
2. قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔
3. قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔
4. چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

ادھر تحریک کو دبانے کے لئے میاں ممتاز خان دولتانہ، ملک غلام محمد سیکرٹری جنرل، سکندر مرزا، جنرل اعظم، خان عبدالقیوم خان، خواجہ ناظم الدین جیسے ارباب حل و عقد نے گرم جوشی سے فیصلے کئے۔ پنجاب میں دفعہ 144 نافذ ہوگئی، مارشل لاء لگا دیا گیا، قادیانیوں کی منظم تنظیم ”فرقان بٹالین“ نے وردیاں زیب تن کرلیں، میجر ضیاء الدین قادیانی کی زیر نگرانی گنوں کے منہ مسلمانوں پر کھول دیئے گئے۔ لاہور ریلوے اسٹیشن کو قادیانیوں نے آگ لگادی۔ بچوں، بڑھوں اور جوانوں کا قتل عام ہوا۔ دوران اذان مسلمانوں نے جام شہادت نوش کئے۔ مساجد کی دیواروں کو خون کی ہولی سے رنگین کیا گیا۔ لاہور کے صرف ایک مال روڈ پر دس ہزار مسلمان شہید کردیئے گئے، ایک لاکھ افراد تحریک میں گرفتار ہوئے۔ غرض لاکھوں لاکھ افراد اس تحریک کے نتیجہ میں متاثر ہوئے۔ اس تحریک کے مفصل حالات مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا کی کتاب ”تحریک ختم نبوت 1953ء“ میں اور قانونی کارروائی ”منیر انکوائری تحقیقاتی عدالت رپورٹ 1953ء“ کے نام سے شائع شدہ ہیں۔

تحریک ختم نبوت 1953ء تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک عظیم تحریک تھی، جس نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سنت صدیقیؓ کا کردار ادا کیا۔ ملک کے حساس اداروں نے کہا کہ اگر 1953ء کی تحریک نہ چلتی تو آج پاکستان میں مرزائیوں کی حکومت ہوتی۔

تحریک ختم نبوت 1974ء

1971ء کے الیکشن میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کو سپورٹ کیا اور پیپلز پارٹی کی حکومت کے آجانے سے قادیانیوں نے یہ تصور کیا کہ گویا ہماری حکومت ہے۔ ملک بھر میں گنڈا گردی شروع کردی۔ 22 مئی 1974ء کو چناب نگر کی سرزمین سے گزرنے والی ٹرین میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے اسٹوڈنٹس کے ساتھ قادیانیوں سے متعلق لٹریچر کی تقسیم پر نعرہ بازی کا تکرار ہوا۔ 29 مئی کو سیاحت سے واپسی پر مسلمان سٹوڈنٹس پر قادیانیوں نے دھاوا بولا۔ اس کے بعد ملک گیر تحریک چلی جو کہ تحریک تحفظ ختم نبوت

1974 کہلاتی ہے۔ اس پر مفصل کتاب ”تحریک ختم نبوت 1974: مصنفہ مولانا اللہ وسایا صاحب“ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اس تحریک کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974 کو ممبران قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے قادیانی اور لاہوری ہر دو گروپوں کو دائرا اسلام سے خارج قرار دیا۔ جون 1974 میں ہی چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ اس سے پہلے چناب نگر میں سٹیٹ در سٹیٹ کا نظام قائم تھا۔ جنوری 1975ء میں اس فیصلے پر عمل درآمد شروع ہوا۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس کا اجراء

اگرچہ دوسری آئینی ترمیم 1974ء کے ذریعے قادیانیوں کو اسمبلی فلور پر غیر مسلم اقلیت ڈکلیئر کیا گیا، لیکن تاہم قادیانی جماعت کھلے عام مسلمانوں جیسا طرزِ عمل جاری رکھے ہوئے تھی، مثلاً اذان دینا، مساجد بنانا، اپنی عبادات کو اسلامی کہہ کر بیان کرنا، وغیرہ۔ جس سے عوام میں اضطراب تھا۔

1980ء کی دہائی کے اوائل میں ملک بھر سے علماء کرام، دینی جماعتوں اور عوامی حلقوں کی جانب سے مطالبہ زور پکڑ گیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی مشابہت سے روکنے کے لیے مزید قانونی اقدامات کیے جائیں۔

جنرل ضیاء الحق جو کہ اپنے دور کو ”اسلامی نظام“ کے نفاذ کا دور کہتے تھے، نے علماء کے دباؤ اور عوامی جذبات کے پیش نظر قادیانیوں پر مزید پابندیاں لگانے کے لیے 26 اپریل 1984ء کو آرڈیننس جاری کر دیا، جسے ”امتناع قادیانیت آرڈیننس کہا جاتا ہے۔“ آئین میں ایکٹ نمبر 20 اسی ”امتناع قادیانیت آرڈیننس“ پر مشتمل ہے۔

اس آرڈیننس کی رو سے کوئی بھی قادیانی خواہ لاہوری ہو یا مرزائی، وہ اسلام کی علامت اختیار نہیں کر سکتا۔ مرزا غلام احمد یا اس کی ذریت میں سے کسی کو بھی ”اہل بیت“ جیسے مقدس عنوانات کو اختیار نہیں کر سکتا۔ مرزا غلام احمد کے حواریوں کے لیے ”صحابی“ کا لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح قادیانی یا لاہوری مرزائی ہر دو اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے، اپنی عبادت کو نماز نہیں کہہ سکتے، اپنی عبادت کے لیے بلاوے کو اذان نہیں کہہ سکتے۔ الغرض کہ تمام تر اسلامی علامات کا استعمال ان کے لیے قانونا جرم ہے۔ خلاف ورزی کا مرتکب اسلامی علامات اختیار کرنے پر تین سال قید اور بھاری جرمانے کا مستحق قرار پا سکتا ہے۔“[33]

خلاصہ

قادیانیت کے دعاوی و مسلمات کو دین حقۂ اسلام کے اصول و مبانی کے بالمقابل رکھ کر پرکھا جائے تو معمولی سے معمولی فراست رکھنے والا انسان بھی اس حقیقت نفس الامری کو جان لیتا ہے کہ قادیانیت نہ صرف ایک ”منفی اسلام“ تحریک کا نام ہے۔ بلکہ یہ ڈھونگ تخریب الاسلام والمسلمین کے لئے خاص مقاصد کے ماتحت رچایا گیا ہے۔

اسی امر کے پیش نظر امت مرزائیہ کے افراد کو مخاطب کر کے یہ صلائے عام دی تھی کہ ان میں سے بہت سے اشخاص اس دجالی فتنہ کے فریب وزور کا شکار ہیں۔ لہٰذا اگر وہ دین حقۂ اسلام کے کھلے ہوئے حقائق سے آگاہی حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے اشکالات پیش کریں۔ جن کے بارہ میں ان حضرات کی قلبی تسلی اور روحانی تسکین کا بفضل ایزدی متعال انتظام کر دیا جائے گا۔ تمام گم گشتہ راہوں کو اپنی اپنی عاقبت کی فکر کر لینی چاہئے اور ان لوگوں کو جو خوشنودی سرکار کی خاطر عمداً اس گروہ میں شامل ہو چکے ہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ وہ ہر طرح سے اتمام حجت ہونے کے باوجود اپنی ضد پر قائم رہیں گے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو عاقبت کو دنیا کے لئے فروخت کر چکے ہیں اور مذہب کی ضرورت سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

> ”اولئک الذین اشتر والضللة بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین“ [34]
>
> (یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ پس ان کی تجارت نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا، نہ انہیں ہدایت ملی۔)

نتیجہ بحث

جماعت قادیان عالمی استعمار کی پیداوار جماعت ہے جو کہ اسلام کے بنیادی عقیدہ ”عقیدہ ختم نبوت“ کو متنازع بنانے کی کوشش میں ہے۔ اسلام کو کمزور کرنا، امت کو منتشر کرنا ان کا وطیرہ رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر قادیانی تنظیمیں بڑے جدید انداز میں نوجوان نسل کے ایمان پر حملہ آور ہیں۔ یوٹیوب، ٹوئٹر اور انسٹا گرام کے ذریعے یہ لوگ محبت انسانیت اور رواداری جیسے الفاظ کا سہارا لے کر اپنے باطل عقائد کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ فیضان ختم نبوت جیسے عنوانات اختیار کر کے متعدد پیجز سوشل میڈیا پر ایکٹو کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی میں دھکیلنے کی سر توڑ کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔ یہی دجل ہے۔

ان کا ایجنڈا واضح ہے کہ ختم نبوت پر عقیدے کو انتہاپسندی کے ساتھ جوڑ کر نوجوان ذہنوں کو الجھایا جائے۔ احمدیت کو جدید اسلام کے چہرے کے طور پر پیش کیا جائے اور پاکستان کے آئینی فیصلے پر بین الاقوامی سطح پر اعتراضات اٹھائے جائیں تاکہ عالمی دباؤ سے اسے ختم کرایا جاسکے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر ہوا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا کسی سیاسی مصلحت نہیں بلکہ ایمان کا تقاضا تھا۔ یہ فیصلہ امت کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام، اہل علم اور دانش ور حضرات، عدالتوں اور قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلوں سے ہوا اور آج بھی قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1] Viceroy yeh aik sarkari ohda hai, jo Malika Viktoria ne Hindustan mein iqtidar sanbhalne ke baad "Governor General" ke muqable mein tajweez kiya ya mutarif karaya.

[2] Majlis Taḥaffuz Khatm-e-Nubuwwat, *Sūchnay kī Bāt* (Ṣiddīqiyyah Press).p4

[3] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Kitāb al-Barīyyah, Rūḥānī Khazā'in, (Rabwah: Ẓiyāʾ al-Islām Press, 2008).13/177 ،176

[4] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, *Majmūʿa Iʿshtihārāt* (Naẓārat Ishā,at).2/366, 367

[5] Qādiānī, Majmūʿa Iʿshtihārāt.3/21

[6] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Tiryāq al-Qulūb, 1 ط (Maṭbaʿ Ḍiyāʾ al-Islām, 1902). 15

[7] Qādiānī, Majmūʿa Iʿshtihārāt. 3/19

[8] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Toḥfat-i Golrāwiyyah, 1 ط (Maṭbaʿ Ḍiyāʾ al-Islām, 1902). Ḍamīmah 26, 29

[9] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Tablīgh-i Risālat, 1 ط (Fārūq Press, 1922). 5/11

[10] Qādiānī, Rūḥānī Khazāʾin (Ẓiyāʾ al-Islām Press, 2008), 177Ḥāshiyah.

[11] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Ḍamīmah Barāhīn Aḥmadiyyah5, Rūḥānī Khazāʾin (Rabwah: Ẓiyāʾ al-Islām Press, 2008).21/258

[12] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Āʾīnah Kamālāt-i Islām, 1 ط (Maṭbaʿ Riyāẓ-e Hind, 1893), 288.

[13] Qādiānī, Rūḥānī Khazāʾin (Ẓiyāʾ al-Islām Press, 2008), 162. Ḥāshiyah

[14] Qādiānī, Rūḥānī Khazāʾin (Ẓiyāʾ al-Islām Press, 2008). 13/ 180, 181 Ḥāshiyah

[15] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Nuzūl al-Masīḥ (Maṭbaʿ Ẓiyā' al-Islām, 1909), 1:99.

[16] Qādiānī, Nuzūl al-Masīḥ, 1:100.

[17] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Dāfiʿ al-Balāʾ, 1 ط (Maṭbaʿ Ḍiyāʾ al-Islām, Apreel1902), 11.

[18] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Ek Ghalatī kā Izālah, Rūḥānī Khazāʾin (Ẓiyā' al-Islām Press, 2008).18/211

[19] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Malfūẓāt, 2 ط (Mubārak Aḥmad Sāqī, 1984).10/127

[20] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Iʿjāz Aḥmadī Ẓamīmah Nuzūl al-Masīḥ, 1 ط (Maṭbaʿ Ẓiyā' al-Islām, Nawambar1902).7

[21] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Arbaʿīn, 1 ط (Maṭbaʿ Ḍiyāʾ al-Islām, 1900).no4 p6

[22] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Anjām Ātham, 1 ط (Maṭbaʿ Ẓiyā' al-Islām).62

[23] al-Qur'ān: al-Aḥzāb 40.

[24] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Jāmiʿ al-Kabīr (Sunan al-Tirmidhī), 1 ط (Dār al-Gharb al-Islāmī, 1996).6/59, Raqm al-Ḥadīth3686

[25] Muslim ibn Ḥajjāj al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim (Maṭbaʿat ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, 1955).4/1870, Raqm al-Ḥadīth2404

[26] Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiānī, Khuṭbah Ilhāmiyyah, 1 ط (Maṭbaʿ Ḍiyāʾ al-Islām, 1319). 271

[27] Ẓuhūr al-Dīn Qāzī Akmal, Akhbār al-Badr, (Qādiyān), Uktūbar1906 ،.v2, no43, p14

[28] Qādiānī, Arbaʿīn.25 Ḥāshiyah

[29] Syed Noor Ahmad, Mārshal Lā se Mārshal Lā tak (April 1919 ta Oktober 1958) (Dīn Muḥammadī Pres, 1965), 319.

[30] Majlis Taḥaffuz Khatm-e-Nubuwwat Pākistān, Qādiyānī Madhhab-o-Siyāsat (Maktabah Jadīd Pres, 1390), 42, 43.

[31] Majlis Taḥaffuz Khatm-e-Nubuwwat Pākistān, Qādiyānī Madhhab-o-Siyāsat, 6.

[32] Majlis Taḥaffuz Khatm-e-Nubuwwat Pākistān, Qādiyānī Madhhab-o-Siyāsat, 7.

[33] Mahkama Wazarat-e-Ittila'at-o-Nashriyat Islamabad, Imtina' Qadianiyat Ordinance No. 20 (Printing Corporation of Pakistan Press,), 9.

[34] al-Qur'ān: al-Baqarah: 16.